قرآن کریم ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے جسے سیکھنے اور سکھانے کیلئے ہمیں غیر معمولی توجہ اور خاص جدوجہد کرنی چاہیئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴؍فروری ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ قرآن کریم کو چھوڑ کر مسلمان قعر مذلت میں گر گئے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر ہمیں قرآن کریم سے متعارف کرایا۔

☆ قرآن کریم سے اتنا پیار کرو کہ اتنا پیار تمہیں دنیا کی کسی اور چیز سے نہ ہو۔

☆ ہر گھر سے صبح کے وقت تلاوت کی آواز آنی چاہیئے۔

☆ خدا کرے ہماری آئندہ نسلیں بھی قرآن کریم کی عاشق اور فدائی ہوں۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے دنیوی اور روحانی ترقیات حاصل کی تھیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے قرآن کریم کو وہ عظمت دی تھی جس کا اسے حق حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ایک کامل کتاب نازل کی تھی اور انہوں نے اس کی قدر کی۔ انہوں نے اسے پڑھا اور ان میں سے بہتوں نے اسے حفظ کیا اور اسے سمجھنے کی کوشش کی اور نہ صرف کوشش کی بلکہ اس کے سمجھنے کے لئے ہر ممکن تدبیر کے علاوہ دعاؤں کا سہارا اور اس طرح انہوں نے قرآن کریم کے علوم اپنے ربّ سے سیکھے اور اس نیت سے سیکھے کہ اس کے نتیجہ میں وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کی یہ کتاب اس لئے نازل کی گئی ہے کہ وہ اس پر عمل کریں اور انہیں یقین تھا کہ اگر وہ اس پر عمل کریں گے تو اس دنیا میں بھی وہ خدا تعالیٰ کے افضال اور اس کی رحمتیں حاصل کریں گے اور اُخروی زندگی میں بھی وہ ان کے وارث ہوں گے اور جب انہوں نے قرآن کریم کی پاک تعلیم سیکھنے کے بعد اس پر عمل کیا تو قرآن کریم کے طفیل جو بڑی عظمت والی کتاب ہے انہیں اس دنیا میں بھی بڑی عظمت حاصل ہوئی اپنے تو اپنے ہی تھے غیر بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے کہ فی الواقعہ یہ قوم بڑی عظمت والی ہے انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کیا اور اس کے نتیجہ میں قرآن کریم کی رفعتوں کے طفیل اس قوم کو بھی رفعتیں حاصل ہوئیں اور اس قدر رفعتیں انہیں نصیب ہوئیں کہ آسمان کے ستاروں کی رفعتیں بھی ان کے مقابلہ میں ہیچ نظر آنے لگیں اور وہ ان بلندیوں پر پہنچ گئے۔ جن تک دنیوی عقل کو رسائی حاصل نہیں اور انہوں نے وہ کچھ حاصل کر لیا جو انسان اپنی کوشش اپنی جدوجہد اپنی عقل اور اپنی فراست سے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اسلام کی پہلی تین صدیوں میں ہمیں یہی نظارہ نظر آتا ہے کہ قرآن کریم پر عمل کرنے والے دنیوی زندگی کے ہر شعبہ میں قائد سمجھے جاتے تھے وہ اسی کی برکت سے دنیا کے لیڈر بنے وہ اسی کے طفیل دنیا کے

استاد بنے، دنیا کے محبوب بنے، اس لئے کہ قرآن کریم نے ان کی طبائع کو اسی طرح بدل دیا تھا کہ دنیا ان سے پیار اور محبت کرنے پر مجبور ہوگئی۔ لیکن تین صدیوں کے بعد مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ انہوں نے قرآن کریم سے جو کچھ حاصل کرنا تھا کر لیا ہے۔ جو کچھ قرآن کریم سے انہوں نے پانا تھا پا لیا ہے اب انہیں نہ قرآن کریم پڑھنے کی ضرورت ہے اور نہ اسے سمجھنے کی حاجت ہے وہ خام عقل اور دنیوی فراست جو انہیں محض اس لئے دی گئی تھی کہ وہ اس الٰہی پیغام کو سمجھنے میں ممد اور معاون بنے۔ الٹا قرآن کریم کو چھوڑ کر انہوں نے صرف اس پر انحصار کر لیا۔ تب خدا تعالیٰ نے یہ نظارہ بھی دکھایا کہ وہ قوم جو دنیا پر ہر طرح سے چھا گئی تھی اور اس نے اقوام عالم سے اپنی برتری کا سکہ منوا لیا تھا قعر مذلت میں گر پڑی اور اس نے اس قدر ذلتیں اور رسوائیاں اُٹھائیں کہ **الامان والحفیظ**۔

اب اللہ تعالیٰ نے پھر محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر ہمیں قرآن کریم سے متعارف کرایا ہے۔ آپؑ نے ہمیں ان تمام خوبیوں کا علم پہنچایا ہے جو قرآن کریم میں پائی جاتی تھیں۔ اور ہمیں ان کی طرف متوجہ کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

جمال و حسنِ قرآں نورِ جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

کہ قرآن کریم کے حسن، اس کی خوبصورتی اور اس کی دل کو موہ لینے والی تعلیم سے ایک مسلمان اپنی زندگی کا نور حاصل کرتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ جس طرف بھی ہم جائیں گے جب تک قرآن کریم کی مشعل ہمارے ہاتھ میں نہ ہوگی جب تک اس کا نور ہماری راہ نمائی نہ کر رہا ہوگا ہم صداقت اور بلندیوں کی راہوں پر گامزن نہیں ہو سکتے۔ ہمارے لئے ایک لمبے عرصہ کے بعد قرآن کریم کی کھڑکیاں دوبارہ کھولی گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیش بہا اور قیمتی لعل و جواہر قرآن کریم سے نکال کر ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔ اگر ہم اب بھی ان کی قدر نہ کریں تو ہم جیسی بدبخت قوم اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

پس ہمارے لئے ضروری ہے، کہ قرآن کریم کے علوم نہ صرف ہم خود سیکھیں بلکہ دوسروں کو بھی سکھائیں (دوسرے لوگوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو نو احمدی ہیں اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ہماری

نئی نسل کے طور پر ہم میں شامل ہوئے ہیں) اگر ہم قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور اس بات پر یقین رکھیں کہ اس کے علوم کا خزانہ نہ ختم ہونے والا ہے تو جتنا زیادہ فکر اور تدبر ہم اس میں کریں گے اور شرائط کے ساتھ اور صحیح رنگ میں جتنی ہم دعا کریں گے، جتنی عاجزی اور انکسار کے ساتھ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے جھکیں گے اور اس سے مدد چاہیں گے، اتنے ہی زیادہ علوم ہمیں قرآن کریم سے حاصل ہوں گے اور ہوتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اب ہم اس نعمت عظمیٰ کو ضائع نہ ہونے دیں تا وہ اندھیری راتیں جو پچھلے زمانہ میں اسلام پر گزری ہیں وہ آئندہ تا قیامت اسلام پر نہ آئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ہمیں بار بار اس طرف متوجہ کیا تھا اور بڑے دکھ کے ساتھ آپ نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ ہم قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دے رہے۔ میں بھی آپ لوگوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ”قرآن سیکھو اور اس کے علوم حاصل کرو پھر اپنے بچوں کو بھی قرآن پڑھاؤ تا یہ نعمت ہماری ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتی چلی جائے اور وہ بلندیاں جو ہماری ایک نسل حاصل کرے۔ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں ان سے بھی بلند تر ہوتی چلی جائیں اور قرآن کریم کے علوم انہیں زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتے چلے جائیں۔ قرآن کریم سے اتنا پیار کرو کہ اتنا پیار تمہیں دنیا کی کسی اور چیز سے نہ ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ جماعت اس طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہو رہی۔ پہلے بھی وہ سستی کی مرتکب ہوتی رہی ہے اور اب بھی وہ ایک حد تک غفلت کا شکار ہو رہی ہے۔ اس لئے ہمیں اس بارہ میں کوئی عملی قدم اٹھانا چاہئے میں نے سوچا ہے کہ ہم ایک منصوبہ کے ماتحت جماعت کے بچوں اور اس کے نوجوانوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھائیں اور پھر اس کا ترجمہ اور اس کے معانی ان کو سکھا دیں۔

قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کے سلسلہ میں بڑی اور شہری جماعتوں میں غفلت پائی جاتی ہے اور دیہاتی جماعتوں میں بھی شاید اکثر ایسی ہوں جو اس طرف سے بے توجہی برت رہی ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں جماعت احمدیہ لاہور کے ایک دوست مجھے ملے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے حلقہ کی جماعت میں بہت سے ایسے احمدی بچے ہیں جو قرآن کریم ناظرہ پڑھنا بھی نہیں جانتے اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ ہمیں اس کیفیت کو جلد تر بدل دینا چاہئے ایسا کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔

اس سلسلہ میں جو ابتدائی منصوبہ میں جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ

لاہور کے تمام بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا کام مجلس خدام الاحمدیہ کرے۔ اور کراچی کی جماعت کے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا کام میں مجلس انصاراللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ضلع سیالکوٹ کی دیہاتی جماعتوں میں یہ کام مجلس خدام الاحمدیہ کرے، ضلع جھنگ میں جو جماعتیں ہیں ان کے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا کام مجلس انصاراللہ کے سپرد کیا جاتا ہے ان کے علاوہ جو جماعتیں ہیں ان میں اس اہم کام کی طرف نظارت اصلاح وارشاد کو خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کو اس طرف بڑی توجہ دینی پڑے گی اور اس کے لئے بڑی کوشش درکار ہوگی ہم بڑی جدوجہد کے بعد ہی اس کام میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس منصوبہ کو کامیاب بنانا نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم نے الٰہی سلسلہ کے طور پر ان نعمتوں کو اپنے اندر قائم رکھنا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے محض رحمانیت کے ماتحت ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل عطا کی ہیں تو ہمیں اپنے اس منصوبہ کو کامیاب بنانے میں اپنے آپ کو پورے طور پر لگا دینا ہوگا۔

اس منصوبہ کی تفاصیل متعلقہ محکمے تیار کریں اور ایک ہفتہ کے اندر اندر مجھے پہنچائیں۔ یعنی جو حلقے مجلس خدام الاحمدیہ کو دیئے گئے ہیں اور جو جماعتیں مجلس انصاراللہ کے سپرد کی گئی ہیں اور باقی جماعتیں جو اصلاح وارشاد کے صیغہ کے سپرد کی گئی ہیں ان میں انہوں نے کس کس رنگ میں کام کرنا ہے اس کے متعلق وہ اپنا اپنا منصوبہ تیار کریں اور اس منصوبہ کی تفاصیل ایک ہفتہ کے اندر اندر مجھے پہنچائیں ان سب محکموں کو یہ بات مدنظر رکھنا چاہئے کہ وہ پہلے ہی سال اس کام میں سو فیصدی نہیں تو ۹۰ فیصدی کامیابی ضرور حاصل کرلیں۔ کیونکہ جو ذہین بچے ہیں وہ تو چھ ماہ کے اندر بلکہ بعض بچے اس سے بھی کم عرصہ میں قرآن کریم ناظرہ پڑھ لیں گے قاعدہ یسرنا القرآن اگر صحیح طور پر پڑھا دیا جائے تو بچہ کیلئے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا مشکل نہیں ہوتا۔

مجھے یہ سن کر بہت تعجب ہوا ہے کہ ہمارے کالج کے بہت سے طلباء بھی قرآن کریم نہیں پڑھ سکتے اور اگر یہ بات درست ہے کہ ان میں سے ایک تعداد قرآن کریم ناظرہ پڑھنا بھی نہیں جانتی یا ان میں سے بہت سے لڑکے قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے تو انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ اگر انہیں قرآن کریم سے وابستگی نہیں اگر انہیں قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں اور انہیں قرآنی علوم حاصل نہیں تو انہوں نے دنیوی

علوم حاصل کر کے کیا لینا ہے۔ دنیا کے ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں دہریہ لوگ دنیا کے ان علوم کو حاصل کر رہے ہیں۔ وہ دیکھیں کہ یہ علوم دنیا کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔ اُخروی زندگی کو تو چھوڑو وہ دنیا کو بھی تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں وہ دیکھیں کہ آخر دنیا کو ان دنیوی علوم سے کون سی خیر و برکت حاصل ہو رہی ہے۔ آج دنیا کے ہر طبقہ کو اس بات کا احساس ہو چکا ہے کہ جس طرح ہم نے دنیوی علوم سیکھے ہیں اور جس طور پر ہم نے انہیں استعمال کیا ہے وہ انسانیت کو بھلائی کی طرف نہیں بلکہ تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ غرض ہمارے کالج کا طالب علم ہو اور پھر وہ قرآن کریم سے ناواقف ہو یہ بڑی شرم کی بات ہے۔

بہر حال ہم نے یہ کام کرنا ہے اور واضح بات ہے کہ اتنے بڑے کام کے لئے چند مربی یا معلم یا مجالس خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کے بعض عہدیدار کافی نہیں۔ یہ تھوڑے سے لوگ اس عظیم کام کو پوری طرح نہیں کر سکتے۔ اس کیلئے ہمیں اساتذہ درکار ہیں ہمیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے رضا کار چاہئیں جو اپنے اوقات میں سے ایک حصہ قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کے لئے یا جہاں ترجمہ سکھانے کی ضرورت ہو وہاں قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کیلئے دیں تا یہ اہم کام جلدی اور خوش اسلوبی سے کیا جا سکے۔

میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نعمت جو قرآن کریم کی شکل میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل دوبارہ ملی ہے اگر وہ ورثہ کے طور پر آپ کے بچوں کو نہیں ملتی تو آپ اپنی زندگی کے دن پورے کر کے خوشی سے اس دنیا سے رخصت نہیں ہوں گے۔ جب آپ کو یہ نظر آ رہا ہو گا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کا خزانہ یعنی قرآن کریم جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حاصل کیا تھا اس سے آپ کے بچے کلیۃً ناواقف ہیں تو موت کے وقت آپ کو کیا خوشی حاصل ہو گی۔ آپ ان جذبات کے ساتھ اس دنیا کو چھوڑ رہے ہوں گے کہ کاش آپ کی آئندہ نسل بھی ان نعمتوں کی وارث ہوتی جن کو آپ نے اپنی زندگی میں حاصل کیا تھا پس تم اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اپنی نسلوں پر رحم کرو۔ اپنے خاندانوں پر رحم کرو اور پھر ان گھروں پر رحم کرو جن میں تم سکونت پذیر ہو کیونکہ قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔

ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔ لیکن اگر مثال کے طور پر آپ کے گھر میں دس افراد ہیں اور ان

میں سے صرف ایک فرد قرآن کریم پڑھنا جانتا ہے باقی نو افراد قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتے تو گویا آپ نے اس نعمت کا 1/10 حصہ حاصل کیا لیکن دنیوی لحاظ سے آپ ساری کی ساری چیز کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً جو تنخواہ آپ کی مقرر کی گئی ہے آپ کبھی پسند نہیں کرتے کہ آپ کو اس کا 1/10 حصہ ملے اسی طرح دوسری چیزیں ہیں غرض آپ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتے ہیں اس میں آپ سَو فیصدی کامیاب ہونے کی خواہش رکھتے ہیں سوائے مجنون کے آپ کو کوئی انسان ایسا نہیں ملے گا جو کام تو کر رہا ہو لیکن اس کے دل میں محض یہ خواہش ہو کہ میں اس میں سو فیصدی کامیابی حاصل نہ کروں بلکہ دس فیصدی کامیابی حاصل کروں اور ۹۰ فیصدی مجھے ناکامی ہو اور جب دنیا میں کسی عقلمند انسان کے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی کہ وہ اپنے کام میں محض دس فیصدی کامیاب ہو ۹۰ فیصدی ناکام ہو تو آپ روحانی لحاظ سے یہ بات کس طرح برداشت کر سکتے ہیں کہ آپ کے گھر میں قرآن کریم کی برکات میں سے صرف دس فیصد نازل ہو اور نوّے فیصدی برکات سے آپ ہمیشہ کے لئے محروم رہیں۔ پس آپ اپنی جانوں، اپنی نسلوں اور اپنے گھروں پر رحم کرتے ہوئے جلد سے جلد اس طرف متوجہ ہوں اور اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر اس اہم کام کے لئے پیش کریں اور کوشش کریں کہ ہر جماعت چاہے وہ شہری ہو یا دیہاتی ایک سال کے اندر اندر اس کام کا بیشتر حصہ تکمیل تک پہنچا دے اور دو یا تین سال تک ہمیں یہ نظارہ نظر آئے کہ کوئی احمدی ایسا نہ رہے جو قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھ سکتا ہو اور کثرت سے ایسے احمدی ہوں جو قرآن کریم کا ترجمہ بھی جانتے ہوں جب تک ہم اس کام میں کامیاب نہیں ہو جاتے اس وقت تک نہ ہمیں کوئی دنیوی ترقی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ روحانی لحاظ سے ہم سرخرو ہو سکتے ہیں کیونکہ فیوض آسمانی کا سرچشمہ ہم نے اپنے لئے بند کر لیا ہے۔ پھر ہم آب بقا کہاں سے حاصل کریں گے۔ جو صرف قرآن کریم سے حاصل ہو سکتا ہے پس قرآن کریم کی قدر کریں اور اس کی عظمت کو اپنے دلوں اور اپنے ماحول میں قائم کریں۔ اس کی بلندیوں تک پہنچنے کا اپنے آپ کو اہل بنائیں اگر آپ ایسا کر لیں گے تو آپ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح ستاروں سے بھی بلند تر ہوتے چلے جائیں گے آپ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کے قرب کے دروازے آپ کے لئے کھولے جائیں گے اس کی رضا کی جنت آپ کو حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم سے پیار کرنے کے نتیجہ میں آپ سے پیار کرنے لگ جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ہم محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم آپ کے پیار کو

دوسری تمام چیزوں کے پیار پر ترجیح دیتے ہیں ہم آپ کی لائی ہوئی تعلیم کے ہر حصہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہمارا آپؐ سے محبت کا دعویٰ محض کھوکھلا دعویٰ ہوگا ہم منہ سے تو آپؐ کی محبت کا دعویٰ کریں گے لیکن عملی طور پر آپؐ کی کسی ہدایت پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ نہ دنیا ہمارے اس دعویٰ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوگی اور نہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ہمارا دعویٰ مقبول ہوگا کیونکہ آپ سے محبت کے دعویٰ کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم آپؐ کے ہر اشارہ پر اپنی جان دینے کے لئے ہر دم تیار رہیں۔ جہاں بھی آپ کی کوئی خواہش نظر آئے ہم اسے پورا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ہمیں اس بات کی ضرورت نہ ہو کہ اس کی حکمت ہماری سمجھ میں آجائے یا اس کا فلسفہ ہمارے سامنے رکھا جائے۔ اس کے منافع ہمیں بتائے جائیں یا اس کے مضرات سے بچنے کی وجوہات کی طرف ہمیں متوجہ کیا جائے۔

ہمارے لئے صرف اسی قدر کافی ہو کہ یہ آپؐ کی خواہش ہے اور ہم اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں چاہے اس رستہ میں ہمیں جان بھی قربان کرنی پڑے کیونکہ محبت کا تقاضا ہی یہی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تو کرتا ہے لیکن وہ آپؐ کی کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو آپ اُسے پاگل کہیں گے۔ دنیا اس کی محبت کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کرے گی۔ کیونکہ آپؐ سے محبت کے دعویٰ کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم آپؐ کی ہر خواہش پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ پس جب ہم محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمیں آپؐ کی ہر خواہش کو پورا کرنا ہوگا۔ آپؐ نے ہم سے کس بات کی خواہش کی ہے؟ آپؐ نے ہم سے یہ خواہش کی ہے کہ ہم قرآن کریم پر اسی طرح عمل کریں جس طرح آپؐ نے عمل کر کے دکھایا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب سوال کیا گیا کہ آپؐ کے اخلاق کیسے تھے۔ آپ نے فرمایا:۔

کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ (مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۹۱)

آپؐ کے اخلاق کو دیکھنا ہو تو قرآن کریم کو پڑھ لو۔ آپ کی ساری زندگی قرآن کریم کی ہی عملی تصویر ہے جو کچھ قرآن کریم نے کہا وہ آپؐ نے کر دکھایا گویا آپؐ نے اپنے الفاظ میں بھی ہدایت دے دی اور اپنے عمل سے بھی ہدایت دے دی۔ غرض آپ کی ساری زندگی کے سانچہ میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنا آپؐ کی محبت کا تقاضا ہے جس کا ہم آپؐ کی ذات مبارک کے متعلق دعویٰ کرتے ہیں۔ پس اگر

آپ اپنے اس دعویٔ محبت میں سچے ہیں اور آپ اپنے نفسوں کو اور خدا تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم کو خود بھی سمجھیں اور اس پر عمل کریں اور اپنے بچوں اور دوسرے ان لوگوں کو بھی جن کی ذمہ داری آپ پر ہے قرآن کریم پڑھائیں اور ان کو اس قابل بنا دیں کہ وہ قرآن کریم کے معانی سمجھ سکیں اور ان کی تربیت اس رنگ میں کریں کہ جب بھی قرآن کریم کی آواز ان کے کان میں پڑے تو دنیا کی کوئی طاقت اس پر لبیک کہنے سے انہیں نہ روک سکے۔ اگر ہم اپنے اس فرض کو پوری طرح اور خوش اسلوبی سے انجام دینے میں کامیاب ہو جائیں گے تو خدا تعالیٰ کے افضال اور اس کی رحمتیں جہاں ہم پر نازل ہوں گی وہاں وہ ہماری آئندہ نسل پر بھی نازل ہوں گی اور اگر ہمارے بعد آنے والی نسل بھی اپنی ذمہ داریوں کو اسی طرح سمجھے جس طرح ہمیں سمجھنا چاہئے اور وہ انہیں اسی طرح نبھائے جس طرح ہمیں نبھانا چاہئے تو پھر اللہ تعالیٰ کے افضال، اس کی رحمتیں اور اس کی نعمتیں نسلاً بعد نسلٍ احمدیت میں جاری اور ساری رہیں گی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور خدا کرے کہ ہمارے دلوں میں قرآن کریم کی عظمت قائم ہو جائے اور پھر ایسے رنگ میں قائم ہو جائے کہ ہم خود بھی اس پر عمل کرنے والے ہوں اور اپنی نسلوں کی بھی اس رنگ میں تربیت کرنے والے ہوں کہ وہ بھی قرآن کریم کی عاشق اور فدائی ہوں۔ اس پر اپنی جانیں نچھاور کرنے والی ہوں اور اس کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والی ہوں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹؍فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲ تا ۴)

☆......☆......☆